اردونثری داستانوں میں زمان و مکاں کا تصور

طاہر نواز

ABSTRACT:

The concept of Time and Space in urdu dastan is very complicated and erratic. In these dastans we find a subtle and highly developed type of adventures time and space, with all its distinctive characteristics and nuances.This adventure time and space and the technique of its use in the dastan is so perfect and so • • profound. In these dastans time lacks any natural, everyday cyclicity and the space belongs to an alien world. This article alloborates the concept of time and space used in urdu dastans.

زمان و مکاں کے لیے متبادل انگریزی اصطلاح Time and Space ہے اور ادب میں اس کے لیے متبادل انگریزی لفظ کرونو ٹوپ (Chronotope)استعمال کیا جاتا ہے ۔ یہ اصطلاح آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت (Theory of Relativity) جو کہ 1905ء میں پیش کیا گیا میں مستعمل ہے ۔آئن سٹائن کی اس تھیوری کے مطابق زمان و مکاں تغیر پذیر ہیں اور ان کی مطلق حیثیت کسی طور پر حقیقت نہیں ہے بلکہ یہ دونوں ایک اضافی حیثیت میں ہمارے ادرراک میں آتے ہیں ۔ اور کائنات کے مختلف مقامات پر وقت اور فاصلہ دونوں کی پیمائش میں کمی و بیشی ہوناممکن ہے اور مکان کے بدلنے سے زمان کے بہائو اور رفتار میں بھی فرق آتا ہے۔ کرونوٹوپ کو ادب میں پہلی بار روسی نقاد میخائل باختن نے ۱۹۳۷ء میں اپنے مضمون "Forms of Time and of the Chronotope in the Novel"میں استعمال کیا:

" We will give the name chronotope (literally, "time space") to the intrinsic conncetedness of temporal and spatial relationships that are artistically expressed in literature.This term (space-time) is employed in mathematics, and was introduced as 'part of Ein-stein's Theory of Relativity." (1)

زمان و مکاں کی حیثیت کے پیشِ نظر کہیں وقت مسلسل پھیلا دکھائی دیتا ہے تو کہیں سکڑ کر محض چند ثانیوں میں سمٹ آتا ہے۔ نظریہ اضافیت کے مطابق مطلق وقت کچھ معنی نہیں رکھتا۔ ہر فرد اور شے کے لیے وقت کا ایک الگ پیمانہ ہوتا ہے جس کا انحصار اس حقیقت پر ہوتا ہے کہ کس مکان میں کس طریقے سے محوِ حرکت ہے۔ یہاں آ کر زمان و مکان کی انفرادی حیثیت ختم ہو جاتی ہے اور وہ باہم مل کر زمان و مکان کو تشکیل دیتے ہیں ۔

اردو داستان میں زمان و مکاں کا مخصوص تصور پایا جاتا ہے ۔ چونکہ ہماری اکثر داستانیں مہماتی ہیں اس لیے ان داستانوں میں مہماتی وقت کی تکنیک استعمال کی جاتی ہے۔ ان داستانوں کے پلاٹ مکمل طورر پر ایک دوسرے سے مماثلت رکھتے ہیں یعنی ایک ہی قسم کے عناصر سے متشکل ہیں ۔ ہیرو کاخواب یا کسی کی زبانی ہیروئن کا بیان ، نادیدہ عشق اور ہیرو کا سفر،راستے میں مشکلات کا حائل ہونا، سمندر میں طوفان کا برپا ہونا یا صحرا میں کسی طلسم میں گرفتار ہو جانا ،، قید و بند کی صعوبتیں اور فرار،ہیرو کی مہمات، غیر متوقع طور پر احباب اور دشمنوں سے ملاقات،جنگیں اور ان میں ہیرو کی فتح، ہیرو کی اپنے والدین سے متوقع ملاقات ،اور ہیرو اور ہیروئن کی شادی پر داستان کا پرمسرت اختتام۔

داستان میں مکان کے حوالے سے وسیع جغرافیائی پسِ منظر جس میں نہ صرف دوسے زائد ممالک بلکہ دوسری زبانیں یعنی جن بھوت پریت کی بھی پیش کی جاتی ہیں ۔ ان ملکوں کو داستان گو نے سمندروں اور صحرائوں سے علیحدہ کیا ہوا ہے اور کہیں یہ سمندر پانی کے ہیں اور کہیں آگ کے اور بے آب و گیاہ صحراہ جہاں قدم قدم پر طلسم ہے جس سے بچ نکلنا مشکل نظر آتا ہے۔ کبھی کبھار زمینی فاصلے کو اتنا بڑھا دیا جاتا ہے کہ جس کو طے کرنے کے لیے سالوں کا سفر درکار ہوتا ہے ۔ سمندر اتنے وسیع ہیں جن کو عبور کرنا بظاہرمشکل ہی نہیں نا ممکن نظر آتا ہے اور ان خطرناک سمندر وں کو عبور کرنے کے لیے اکثر کوئی نہ کوئی طاقت مثلاً(دیو، پری، پرندہ، اڑن کھٹولا)وغیرہ میسر آ جاتی ہے۔ مذہب عشق میں جب شہزادہ گل بکائولی کو ملنے جاتا ہے اور راستے میں اس کی ملاقات ایک دیو سے ہوتی ہے جو اس کوگل بکائولی کے ملک تک کے راستے کی تفصیل کچھ یوں بتاتا ہے:

"بکائولی پریوں کے بادشاہ کی بیٹی ہے ۔ اٹھارہ ہزار دیو بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کے باپ کے غلام ہیں ۔ وہ ہر طرف اس ملک کی پاسبانی کرتے ہیں ۔ میں تو ایک طرف، وہاں کے خاص چوکیدار جو اس ملک سے نزدیک ہیں انہوں نے بھی اس شہر کی چار دیواری کو نہ دیکھا ہو گا۔ کسی ذی حیات کی کیا طاقت، بلکہ صر صر بھی ان دیووں کی اجازت کے بغیر جو برس روز کی راہ تک نگہبان ہیں ، ممکن نہیں کہ پہنچ سکے اور پریاں بے شمار دن رات نگہبانی میں مشغول ہیں کہ کوئی پرندہ اس سرحد میں پر نہ مارے اور زمین کے نیچے چوہوں کا بادشاہ بے انتہا فوج سے اور سانپ بچھوئوں کا لشکر زمین پر محافظت کے واسطے مقرر ہے تا کہ کوئی سرنگ لگا کر بھی نہ پہنچے ۔ بھلا پھر میں تجھے وہاں کیوں کر پہنچائوں اور جو نہ پہنچائوں تو یقین ہے کہ بسبب اس قسم کے جان سے جائوں ۔ "(۲(

یہاں داستان گو ان ممالک اور شہروں کی تفاصیل ، عادات و اطوار ، رواجات ، خوبصورت چرند و پرند ، دوسرے عجائبات اور منفرد اشیا کے بارے میں تفصیلات مہیا کر کے نہ صرف قاری کو مرعوب کرتا ہے بلکہ کسی حد تک اس دوسری دنیا کے یقینی ہونے کی تسلی بھی دیتا ہے۔ اور اس کا ہونا ہمیں داستان کے تخیلاتی تناظر میں عین ممکن نظر آتا ہے۔ مثال ملاحظہ ہو:

"شاہ زادے نے دیکھا کہ عجب صحرا ہے کہ درمیان میں سڑک ہاتھی دانت کی، صاف شفاف، بغیر گرد و غبار کے بنی ہے، اور سڑک کے دونوں جا نب چاندی کے درخت اور شاخیں و برگ تمام رو پہلے سے منڈھے ہوئے اور رو پہلے بادلے کے ہار و سہرے شاخوں میں لٹکے ہوئے۔ خوشبو عطر کی چلی آتی ہے۔ اول صبح کا وقت ہے۔ نور کا عالم ہے۔ ... ایک قلعہ صدف ہو قلموں کا ہے کہ اس کی دیوار و فصیل و فیل بند دروازے پر جواہر کی پچی کاری ہوئی ۔ صدف کا یہ عالم کہ سیم و کام و آئینہ شرمندہ ہے اور خندق صدف سادہ کی بجائے پل کے تختے کے ایک سنگ مرمر ، سفید براق کی گائے کھڑی ہے اور اس گائے کے چاروں تھنوں سے دودھ کی دھاریں زور شور سے گرتی ہیں ۔ خندق شیر سفید و خالص دودھ سے لبریز ہوتی جاتی ہے اور خندق کے اس طرف ہوا میں ابر سفید کا شامیانہ کچھا ہے۔ "(۳)

تشکیلی طور پر داستان نے ادب کی تمام اصناف سے فائدہ اٹھایا اور انہیں اپنی ساخت میں سمویا ہے۔ ان تمام عناصر کو جو کہ مختلف اصناف سے لیے گئے ہیں انہیں ایک نئی خصوصی داستانوی وحدت اور یگانگت میں شامل کیا ہے جسکا تشکیلی فیچر(feature)داستان میں زمان و مکاں ہے۔

داستان کی ابتداء اکثر کسی بادشاہ کے کردار سے ہوتی ہے جو اپنی عمر کا خاص حصہ گزار لینے کے بعد پیری کی طرف گامزن ہوتا ہے اور اس پیری کے اثرات اکثر اوقات آئینہ دیکھتے ہوئے داڑھی یا سر کے بالوں میں سفید بال کا نظر آنا، بادشاہ کا تخت و حکومت سے بے اعتنائی، فقیری اختیار کرنے کا اعلان، کسی پیرِ مرد کا ملنا ، اس کی دعا سے شہزادے کی پیدائش ہونا اور خوشیاں منانا، نجومیوں کی کچھ سالوں کے بعد شہزادے کی زندگی میں نحس گھڑی کے آنے کی پیشین گوئی اور اس مخصوص وقت تک شہزادے کا تمام علوم پر دسترس حاصل کرنا جو کہ اس کو اگلی مہمات میں اکثر مواقع پر کام آتے ہیں جیسے واقعات شامل ہوتے ہیں یہاں تک کا حصہ داستان کی تمہید میں شامل ہوتا ہے جو کہ اکثر نثری داستانوں میں یکساں ہے۔

داستان کے اصل مہماتی وقت کا آغاز نجومیوں کی بتائی ہوئی اس نحس گھڑی سے ہوتا ہے جہاں پر شہزادے یا ہیرو کی نگہداشت میں کوئی نہ کوئی اتفاقی غلطی سرزد ہو جاتی ہے اور ایک ایسی مہم کا آغاز ہو جاتا ہے جو بظاہر سہل نظر آتی ہے لیکن یہ مہم سالوں کے سفر پر محیط ہوتی ہے آرائشِ محفل میں حاتم طائی کو سات سوالوں کے جواب لانے میں دس سال سے زائد کا عرصہ لگا۔ مثال ملاحظہ ہو:

"غرض دس برس اور سات مہینے اور نو روز میں حاتم کی ہفت سیر تمام ہوئی" (۴)

اسی طرح طلسم گوہر بار کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

"تیری بدولت بعد نو سو برس و چار مہینے سات دن کے قید سے رہائی ملی۔"(۵)

عجائب القصص میں جب شہزادہ ،منجم کے کہنے پر ایک باغ کی سیر سے ایک سال سے زائد کے عرصے کے بعد لوٹتا ہے تو ان دونوں کے درمیان کچھ یوں بات چیت ہوتی ہے:

"منجم نے دیکھتے ہی کہا کہ اے بادشاہ زادے! خوب سیریں کیں ، بارے کتنی ایک مدت اس سیر میں گذری؟ بادشاہ زادے نے کہا "البتہ سال سے ایک آدھ مہینہ زیادہ گذرا ہو گا۔"یہ سنتے ھی منجم

ہنسا اور کہا "اے بادشاہ زادے! پہر پر دو گھڑی ابھی نہیں آئی کہ تم نے سیر سے فراغت حاصل کی اور ہم تلک پہنچے۔" (۶(

داستانوی سفر کا آغاز کسی نادیدہ عشق سے ہوتا ہے اور اس حسین اور عشوہ ناز کا تذکرہ عموماً ہیرو کسی پرندے ، کسی مسافر سے سنتا ہے یا پھر خواب میں اس کا دیدار کرتا ہے۔ جس کے نتیجے میں اس کی محبت بے قرار ہو جاتی ہے اور یوں وہ اس نادیدہ ہستی کے وصال کے لیے نکل کھڑا ہوتا ہے۔فسانہ عجائب میں طوطے کی زبانی انجمن آراء کا احوال جان عالم نے کچھ یوں سنا اور عاشق ہوا:

"یہاں سے برس دن کی راہ، شمال میں ایک ملک ہے عجائب زرنگار...... وہاں کی شہزادی ہے انجمن آراء۔ اس کا تو کیا کہنا! کہاں میری زبان میں طاقت اور دہاں میں طلاقت جو شمہ مذکور شکل وشمائل اس زہرہ جبیں ، فخر لعبتانِ لندن و چیں کا سنائوں ... اگر شہزادی صاحب بچشمِ انصاف دیکھیں اور کچھ غیرت کو بھی کام فرمائیں ، یقین تو ہے ، چلو بھر پانی ، محجوب ہو کے ڈوب جائیں ، ماہ طلعت یہ سن کے سن ہوئی ۔ جان عالم کو کچھ اور ہی دھن ہوئی... جی کا حال کچھ اور ہی ہو گیا، ہر دم آہِ سرد دلِ نیم بسمل سے بھرنے لگا۔" (۷(

افسانہ عشق میں راجہ نل قصہ گو کی زبانی دمن کے حسن و جمال کے بارے میں سنتا ہے تو عاشق ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"جب کہ ہر ایک ندیم ادھر ادھر کی حکایت کہہ کر فارغ ہوا ایک صاحب ِ خرد نے دعا وثنا سے زبان کو گوہر بار کر کے عرض کیا کہ اے عالم پناہ! ... ولایت دکہن میں ایک راجہ کی بیٹی ہے دمن نام دلبر اور دل آرام کہ حسن و خوبی سے سارے جہاں میں طاق ہے اور ناز وو انداز میں شہرئہ آفاق۔ گل نے اس کی بہارِ رخسار کے شوق میں گریباں اپنا چاک کیا ۔ سنبل نے اس کی زلف کے تابدار کے عشق میں پیچ و تاب کھایا ۔ نرگس کو اس کی چشمِ پر خمار کا خمار رہتا ہے۔ سروِ رعنا اس کے قامتِ رعنا کی بندگی بجا لاتا ہے۔ ہزاروں بت پرست اس کی گلی کی خاک کو اپنی پیشانی پر صندل جان کر ملتیں ہیں ۔ ... جس وقت کہ نل نے تعریف دمن کے حسن و جمال کی اس سخن سنج دانشور سے سنی، عشق کی استیسلا سے بیتاب ہوا ۔ اور دل کے جوش و خروش سے عقل و ہوش اس کا سب اڑا گیا۔ " (۸(

قصہ گل و صنوبر میں جب شہزادہ شکار کے لیے جاتا ہے اور بھٹک جانے پر ایک دیوانے سے شہزادی مہرانگیز کا حال کچھ یوں سنتا ہے:

"دیوانے نے کہا... ترکستان کی ولایت اور چین کی سرحد میں شاہ قیموس شاہ بن طیموس شاہ ایک بادشاہ ہی اس کی لڑکی کا مہرانگیز نام ہی کہ روئے زمین پر اسکے مانند دودسری نہیں جسکے جمال با کمال کی رشک سے ماہ تمام بھی داغِ حسرت کا دلپر کھاتا ہی اور آفتاب عالمتاب شرمندگی کی باعث شب و روز سرگردانِ فلک پر چکراتا ہی اسکے حسن کی آگے یوسف حلقہ بگوشی کرے اور گل کو کیا نسبت کہ اسکی نزاکت کی آگے دم لطافت کا بھر غنچہ کا کیا منہ کہ اسکے روے زیبا کی منہ دکھائی اور لالہ اسکی عذار آتش ناک کو دیکھکر داغ حسرت دلپر کھائی... شاہزادی نے یہ ماجرا جب

دیوانے سے سنا اسیوقت تیرِ عشق مہر انگیز سے گھائل ہوا اور غلبہ شوق دیدار سے اسکا ہوش زائل ہوا۔" (۹(

داستان گو کا اصل کام یہاں سے شروع ہوتا ہے اور ابتدائِ سفر میں ہی ہیرو کو کچھ اس قسم کے حالات سے دوچار کر دیتا ہے کہ اسکا زادِ راہ جو وہ گھر سے لیکر نکلتا ہے کسی حادثے کی وجہ سے کھو دیتا ہے یوں ہیرو داستان گو کی مکمل گرفت میں آ جاتا ہے ۔ اب داستان گو جہاں چاہے جس زمین پر چاہے ہیرو کو لے جائے۔ وہ ہیرو کو اپنی مرضی کے حالات سے دوچار کرتا چلا جاتا ہے۔ اس مہم میں کسی نہ کسی پیرِ مرد یا دوست کی مدد سے یا پھر کسی نہ کسی جانور کی مدد سے ہیرو کوایک مہم سے نکال لاتا ہے تو دوسری مہم کا آغاز ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ منیر نیازی کا یہ شعر

اک اور دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کوِ

میں ایک دریا کے پار اترا تو میں نے دیکھا (۱۰(

وقت کا آغاز اس کائنات کی تخلیق کے ساتھ ہی وجود میں آیا تھا اور اس کا تمام تر بہائو اس طبعی کائنات کی حدوں تک محدود ہے طبعی کائنات سے باہر ہو کراس دنیاوی وقت کی اہمیت کچھ نہیں یہی وجہ ہے کہ اس مادی کائنات سے براہ راست تعلق نہ رکھنے والی مخلوقات اس کائنات کے جملہ طبعی قوانین سے کلیتہ آزا د ہیں ۔ داستان پر چونکہ سب سے زیادہ اثر مذاہب اور اساطیر کا ہوتا ہے اور مذاہب میں طبعیاتی اور ما بعد الطبعیاتی زمان و مکان کا علیحدہ تصور پایا جاتا ہے۔ اس لیے داستان میں بھی زمان و مکاں کا تصور مختلف ہوتا ہے۔

قران میں اصحابِ کہف کے بارے میں جو کہ ۳۰۹سال ایک غار میں سوئے رہے یوں ارشاد ہوتا ہے:

"ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا :تم یہاں کتنا عرصہ ٹھہرے ہو؟انہوں نے کہا:ایک دن یا اس کا (بھی) کچھ حصہ ٹھہرے ہیں ۔" (۱۱(

اسی طرح حضرت سلیمان ً اور ملکہ بلقیس کے واقعے میں جب ملکہ بلقیس آپؑ سے ملنے اپنے وطن سبا ء سے نکلتی ہے اور حضرت سلیمان ً اپنے درباریوں سے ملکہ کی آمد سے قبل اس کا تخت لانے کا کہتے ہیں (واضح رہے کہ حضرت سلیمان ً اور ملکہ بلقیس کے وطن سباء کے درمیان زمینی فاصلہ قریباً ۹۰۰میل ہے) تو آپؑ کے ایک صحابی آصف بن برخیا کے بارے میں یوں ذکر ہوتا ہے:

"پھر ایک ایسے شخص نے عرض کیا جس کے پاس (آسمانی)کتاب کا کچھ علم تھا کہ میں اسے آپ کے پاس لا سکتا ہوں قبل اس کے کہ آپ کی نگاہ آپ کی طرف پلٹے(یعنی پلک جھپکنے سے بھی پہلے۔ پھر جب سلیمان(علیہ السلام)نے اس (تخت)کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا (تو) کہا: یہ میرے رب کا فضل ہے۔" (۱۲(

اسی طرح اس دنیا اور آخرت میں قران کے مطابق وقت کی تفریق کچھ یوں ہوتی ہے۔القران:

"اور جس دن وہ انہیں جمع کرے گا(وہ محسوس کریں گے)گویا وہ (باہمی تعارف کے لیے)دن کی ایک گھڑی کے سوا اس دنیا میں ٹھہرے ہی نہ تھے۔" (۱۳(

ہندو مذہب کے مطابق زمان و مکاں کو ابدی حیثیت حاصل ہے اور انسان کی حیثیت اس میں ایک عارضی شے کی ہے۔ ہندو مذہب کی بنیاد تناسخ اور حلول کے عقیدے پر ہے۔جس کے مطابق موت کے بعد ایک نئی ارضی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور اس نئی زندگی میں انسان کو پچھلے جنم کے اعمال کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے اور یہ سلسلہ تا ابد جاری رہتا ہے۔کارل ساگاں نے اپنی کتاب" کائنات" میں ہندو مذہب کے عقیدے کے بارے میں لکھا ہے:

"ہندو مذہب دنیا میں وہ واحد مذہب ہے جو یہ تصور رکھتا ہے کہCosmos موت اوردوبارہ پیدائش کے لافانی سلسلے میں بندھی ہوئی ہے۔ ان کے ہاں وقت کا تصور آج کی جدید فلکیات کے تصور سے ملتا جلتا ہے۔یقینا یہ اتفاقیہ ہے۔ ان کاCycle برہما کے ایک دن اور ایک رات سے چلتا ہے جو 2.46ارب سال لمبا ہے یعنی زمین اور سورج کی عمر سے زیادہ طویل اور Big Bang سے آدھا۔ابھی وقت کے اور بھی لمبے پیمانے موجود ہیں ۔" (۱۴(

مہماتی وقت میں فطرتی اور معمول کی گردش کا فقدان ہے۔ اس کے تمام شہروں ، ملکوں ، عمارات اور آرٹ کے نمونوں میں تاریخی حیثیت کا اشارہ نہیں ہے۔ نہ ہی یہاں کسی عہد کی شناخت ہو سکتی ہے۔ اس طرح داستان میں تمام ایکشن تمام واقعات اور مہمات جو کہ اس کی تشکیل کرتے ہیں ایسے وقت پر مشتمل ہے جو کہ تاریخی ہے نہ بیالوجیکل اور نہ سوانح عمری ۔ اس قسم کے وقت میں کچھ نہیں بدلتا۔ دنیا جیسی تھی ویسی ہی رہتی ہے۔ ہیروز کے احساسات نہیں بدلتے ۔ یہ خیالی وقت کوئی نشان نہیں چھوڑتا ۔ یہ اتفاقات کی دنیا ہے۔ لامحدود مہماتی وقت کے لمحات کو واحد اتفاق (Chance)کنٹرول کرتا ہے ۔ یہ ـوقت اتفاقی واقعات ، اتفاقی ملاقات پر مشتمل ہے۔ اتفاقی وقت (Chance Time)وہ مخصوص وقت ہے جس میں واقعات کے رونما ہونے میں قسمت کا زیادہ دخل ہوتا ہے۔ہیرواتفاق سے کسی مصیبت یا طلسم میں پھنس جاتا ہے اور اپنی خوش قسمتی کی بدولت اس مصیبت سے کسی غیبی مدد سے بخیر و خوبی نکل آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ داستان میں رونما ہونے والے تمام تر واقعات اتفاق اور قسمت پر مبنی ہوتے ہیں ۔

داستان میں وصل یا محبوب کے قرب کا حصول ایک خاص معنویت رکھتا ہے۔ داستان میں زمان و مکاں کا تعلق خالصتاً تکنیکی اور مکینیکل ہے۔ داستان کا پلاٹ چونکہ مہماتی ہوتا ہے اور ایک مہم کے نشوو نما پانے کے لیے مکان کی ضرورت ہوتی ہے ۔ حادثہ(Contigency) چونکہ واقعات کوکنٹرول کرتا ہے اور یہ حادثہ ایک مخصوص وقت اور خاص مقام پر رونما ہوتا ہے اس لیے زمان و مکاں سے قطعی طور پر بندھا ہو ا ہوتا ہے۔

تلاش، قیدو بند ، فرار، تعاقب،جنگ، جنس کی تبدیلی داستان میں اہم رول ادا کرتے ہیں اس لیے انہیں وسیع جگہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ داستان کی دنیا وسیع اور متنوع ہے جو قطعی طور پر مجرد ہے۔ داستان میں جو مہمات پیش آتی ہیں ان کا سماجی ، سیاسی ساخت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ واقعات کا تعین اتفاق(chance) کرتا ہے۔

داستان کی دنیا ایک اجنبی دنیا پر مشتمل ہے ۔ ہر شے اس میں لا متناہی ، نا معلوم اور اجنبی ہے۔ اس کے ہیروز کا اس اجنبی دنیا سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ۔بلکہ کہانی کی طوالت ، تجسس اور

دلچسپی کو بڑھانے کے لیے داستان گو اس اجنبی دنیا کا سہارا لیتا ہے اس لیے اس دنیا کی کوئی شے بھی اتفاقChanceکی قطعی طاقت کو محدود نہیں کرتی یہی وجہ ہے کہ بار بار طلسم میں گرفتاری و قید ، آزادی، فرار، ایک کے بعد دوسری جنگ بڑی تیزی رفتاری سے رونما ہوتی ہیں ۔

داستان میں چونکہ اشیا اتفاقات کی بدولت وقوع پذیر ہوتی ہیں جہاں واقعات کے کوئی نتائج بر آمد نہیں ہوتے ۔ اس قسم کے زمان میں فرد کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اس میں ہیرو تحریک سے محروم ہے وہ ایکشن کے تابع ہے یہی وجہ ہے کہ داستان میں کردار کے تمام افعال طاقت کے تابع ہیں ۔ داستان میں ہیرو چونکہ ایک زندہ انسان ہے جو کہ جگہ میں حرکت کرتا ہے نہ کہ محض مادی جسم ہے اگرچہ اس کی زندگی قطعی طور پر مجہول ہے ۔ قسمت کے تمام کھیلوں میں یہی شخص مسلسل رہتا ہے۔ اس کی شناخت غیر متبدل ہے۔

داستان میں وقت فانی ہے۔ مکان بھی مجرد ہے۔ اگر ہم داستان کے بیانیہ(Narrative)اور اس کے تشکیلی پہلو ئوں مشابہت، بہروپ، لباس میں وقتی تبدیلیاں ، فرضی موت اور ہیروز کی سا لمیت وغیرہ کو دیکھیں تو ان تمام امثال میں کہانی انسانی شناخت کے امتیازی وصف سے لگائو رکھتی ہےداستان میں انسانی شناخت کتنی بھی مدھم پڑ جائے اس میں انسانیت کی اصلیت محفوظ رہتی ہے ۔ ایک نہ تباہ ہونے والی انسانی طاقت جسے فطرت اور غیر انسانی طاقتوں کے ساتھ برسرِ پیکار دکھایا جاتا ہے۔

مہماتی وقت کی ابتداء ہیرو کی ہیروئن کی محبت میں تلاش سے نکلنے سے لیکر اس کے ملنے اور شادی ہونے تک کے درمیان تک کا وقت ہے ۔اور یہ دورانیہ محیر العقول واقعات اور مہمات سے بھر ا ہوتا ہے۔ داستان میں ہیرو کی ان مہمات کے دوران جغرافیائی وقت ساکت ہو جاتا ہے۔اس مہماتی دنیا میں دن اور رات کا بدلنا زمینی جغرافیے کے مطابق نہیں ہوتا ہیرو کی ان تمام مہمات کے درمیان کا وقت اس کی جسمانی ساخت پر کوئی اثر نہیں ڈالتا اور ان تمام مہمات کو سر کر لینے کے بعد داستان کے آخر میں شادی کے وقت بھی ہیرو اور ہیروئن کی عمریں ابھی جوانی کی ہی ہوتی ہیں ۔ اور اکثر بادشاہان جو شہزادے کی روانگی کے وقت پیر سال ہوتے ہیں ہیرو کی واپسی پر نہ صرف حیات ہوتے ہیں بلکہ عمر کے اسی مخصوص حصے میں ہوتے ہیں ۔ ہیرو کی کئی سالوں پر محیط اس مہم کے دوران اس کے آبائی وطن اور شہر کے جغرافیے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ داستان گو داستان کے آغاز میں جس کمال مہارت سے اپنے تخیل کا سہارا لیکر جہاں قاری کو ایک ماوراء زمان و مکاں میں لے جاتا ہے داستان کے اختتام پر اسی کمال مہارت سے واپس حقیقی دنیا (زمان و مکاں) میں لے آتا ہے۔

حوالہ جات:

(1) M.M Bakhtin, The Dialogic Imagination (Four Essays), Austin:University of Texas Press P-115

(۲) نہال چند لاہوری، مذہب عشق، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۸، ص ۶۳
(۳) منیر شکوہ آبادی، طلسم گوہر بار، لاہور: بک مارک، ۱۹۹۶ء، ص ۲۴
(۴) حیدر بخش حیدری، آرائشِ محفل ، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۹ء، ص ۲۷۱
(۵) منیر شکوہ آبادی، طلسم گوہر بار، ص ۲۳
(۶) شاہ عالم ثانی، عجائب القصص، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۵ء، ص ۱۲۶
(۷) رجب علی بیگ سرور، فسانہ عجائب ، لاہور: مجلس ترقی ادب، ص ۴۴
(۸) الٰہی بخش شوق اکبر آبادی، افسانہ عشق یعنی قصہ نل و دمن، لاہور: یونیورسٹی اورینٹل کالج ۱۹۷۹، ص ۳۰- ۳۱
(۹) پیم چند کھتری، قصہ گل و صنوبر، لکھنؤ: مطبع مجتبائے، سن ندارد، ص ۵،۶
(۱۰) منیر نیازی، ’’دشمنوں کے درمیان شام‘‘، مشمولہ کلیاتِ منیر نیازی، لاہور: گورا پبلشرز، سن ندارد،ص ۶۲
(۱۱) الکہف، ۱۸:۱۹، عرفان القران، اردو ترجمہ ، ڈاکٹر طاہر القادری، منہاج القران پبلی کیشنز، لاہور
(۱۲) النمل، ۲۷:۴۰،عرفان القران، اردو ترجمہ ، ڈاکٹر طاہر القادری، منہاج القران پبلی کیشنز، لاہور
(۱۳) یونس، ۱۰:۴۵،عرفان القران، اردو ترجمہ ، ڈاکٹر طاہر القادری، منہاج القران پبلی کیشنز، لاہور
(۱۴) کارل ساگاں ،مترجم منصور سعید، کائنات، لاہور: فکشن ہائوس، ۱۹۹۶ء،ص۱۷۹

/....../